بچوں کے بنیادی حقوق کا ایک جائزہ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Fundamental Rights of Children in Islamic Perspective: a research overview

ڈاکٹر فرہاد اللہ[i] ڈاکٹر ثمینہ بیگم[ii]

Abstract

Islam is an universal religion which cares about the rights of human beings. Naturally, Islamic instructions are balanced and perfect for every sphere of life. Society is the combination of adults and children. Islam underlines the rights of each individual; Children are the ultimate asset of a nation. Therefore every civilized society takes special care of child rights. Child rights have been emphasized by United Nations (UN) and a convention regarding the child rights has been signed by 190 countries including Pakistan to ensure the protection of children.

The current paper is concerned with child rights under the Islamic perspective. This is an effort to elaborate its meaning and scope to provide a documented material to the concerned departments forsuggesting amendments in related laws.

***Key words**: Right ,Fundamental, Islam,Orphans, Pakhtoon Society*

اسلام دین فطرت ہے۔اس نے معاشرے کے ہر طبقے کی ہدایت ور ہنمائی کے جو اصول وضوابط مقرر کیے ہیں۔ان میں بچوں کے حقوق،ان کی تعلیم وتربیت اور پرورش کے اصول بھی شامل ہیں۔انسانی معاشرہ میں بچوں کی اہمیت مسلم ہے۔وہ ماں باپ کے لیے سکون وراحت کا باعث اور ان کی تمناؤں کا مرکز ہوتے ہیں۔والدین،خاندان اور قبیلہ کے بے شمار توقعات ان سے وابستہ ہوتے ہیں

i اسسٹنٹ پروفیسر،سنٹر فار ریلیجس سٹڈیز کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی،کوہاٹ

ii اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اسلامیات،شہید بینظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی،پشاور

اور ملک و قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ ہم سب کی اخلاقی و قانونی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے حقوق کا خیال رکھیں، ان کی جسمانی نشو ونما اور اخلاقی تربیت کی فکر کریں اور انہیں جسمانی امراض تشدد، کمزوری اور جہالت سے بچائیں۔

اقوام متحدہ کی طرف سے پوری دنیا میں سن ۱۹۷۹ء کو بچوں کے سال کے طور پر منایا گیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۲۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو بچوں کے حقوق سے متعلق ۵۴ دفعات پر مشتمل معاہدہ منظور کیا اور یہ معاہدہ ممبر ممالک پر ۲ ستمبر ۱۹۸۹ء سے نافذ العمل ہو گیا۔ اب تک اس پر ۱۹۰ سے زیادہ ممالک نے دستخط کیے ہیں [1]۔ حکومت پاکستان نے اس معاہدہ کی تصدیق ۱۹۹۰ء میں اس شرط کے ساتھ کر دی کہ اس معاہدے کی دفعات کی تعبیر اسلامی اقدار وروایات اور اصولوں کی روشنی میں کی جائیں گی۔ بچوں کے حقوق کے اس معاہدہ کی توثیق اور ایک بین الاقوامی قانونی مسودے کے دستخط کنندہ کی حیثیت سے اور متعلقہ قانونی تقاضوں سے عہدہ براء ہونے کے لئے حکومت پاکستان پر اس معاہدے کو ملک کے اندر نافذ کرنے اور اس کی نگرانی کرنے کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔ زیر نظر تحقیق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کے بنیادی حقوق کے بارے میں ہے، جس کے نتیجے میں متعلقہ قانونی اداروں کے لئے ایک علمی مواد مہیا کرنا ہے تاکہ ان کے لئے آئین اور ملکی قوانین میں ضروری ترامیم اور اضافے کو تجویز کرنے میں آسانی ہو اور انہیں اقوام متحدہ کے معاہدہ برائے حقوق اطفال سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

دین اسلام نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں جس طرح ہماری رہنمائی کی ہے۔ بچوں کے حقوق کے معاملہ میں بھی اس کی ہدایت ہر پہلو سے مکمل اور ان تمام خرابیوں سے پاک ہے جو بالعموم کسی بھی انسانی فکر میں پائی جاتی ہیں۔

زیر نظر بحث چونکہ بچوں کے حقوق سے متعلق ہے اس لئے ضروری ہے کہ پہلے یہ واضح کیا جائے کہ معاشرتی اور قانونی لحاظ سے بچے کا اطلاق کس فرد پر ہوتا ہے اور حق کے معنی ومفہوم کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ تاکہ بچوں کے حقوق کو سمجھنے میں آسانی رہے اور یہ بھی معلوم ہو سکے کہ

بچوں کے بنیادی حقوق کون کون سے ہیں اور ان حقوق کے اقسام کی روشنی میں بنیادی حقوق کی ایک فہرست مرتب کی جاسکے۔

بچہ بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں

اقوام متحدہ کے بچوں کے حقوق سے متعلق معاہدے کے مطابق بچے سے مراد اٹھارہ (۱۸) سال سے کم عمر کے تمام انسان ہیں بجز اس کے کہ وہ بچوں کے قوانین کے مطابق اس سے پہلے ہی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوں[2]۔

اسلامی شریعت کی روشنی میں

بالغ کا لفظ لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے احکام شریعہ کا عامل ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط ہے اسلامی قانون میں بلوغت، انسان کے جسمانی قویٰ کی تکمیل پر موقوف ہے مرد کے بالغ ہونے کی علامت احتلام اور عورت کے لئے حیض ہے۔ اگر یہ علامات نہ پائی جائیں تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک لڑکے کے لئے حد بلوغت اٹھارہ (۱۸) سال اور لڑکی کے لئے سترہ (۱۷) سال ہے۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک دونوں کے لئے حد بلوغت پندرہ (۱۵) سال ہے[3]۔

حق: Right

لفظ "حق" کے لغوی معنی ہیں سچائی، راستی، یقین، انصاف، ثابت شدہ، اس کی جمع "حقوق" ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "حق ھکذا" وہ اس کے لائق ہے[4]۔

اسی طرح قاموس المحیط میں " حق " کے معنی ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

> الحق یعنی الامر المقضی، الحق یعنی الملک، الحق یعنی الموت[5]
>
> "حق سے مراد فیصلہ شدہ امر ہے، حق سے مراد ملکیت بھی ہے، اور حق سے مراد موت بھی ہے۔"

انگریزی میں حق کے لیے Right کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ بھی مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے آکسفورڈ ڈکشنری میں ہے:

> *Right: "Good or justified, true or correct as a fact[6]"*

ایک دوسری ڈکشنری میں حق کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں:

A Dictionary of Modern written Right: (i) to be one's due (ii) Legal Claim (iii) to deserve.Entitled(iv) Demand[7]

حق کا اصطلاحی مفہوم

حق کے معروف معانی میں سے قانونی مطالبہ، لائق ہونا، ثابت شدہ، ملکیت، سچائی، یقین وانصاف ہیں اور بنیادی انسانی حقوق سے مراد کسی انسان کو حاصل ہونے والے ایسے مفادات ہیں جن سے اس کو محروم نہیں کیا جاسکتا۔

بچوں کے بنیادی حقوق: Basic childrenRights

اسلام نے جہاں پر معاشرے کے مختلف طبقات کے حقوق کا ذکر کیا وہاں پر بچوں کو بھی ان کے حقوق سے محروم نہیں کیا بلکہ بہت جامع انداز میں ان کے حقوق بیان کئے ہیں۔ ہر معاشرہ اپنے افراد کو کچھ حقوق دیتا ہے اور کچھ ذمہ داریاں ان پر عائد کرتا ہے۔ والدین اور سرپرستوں پر بچوں کا حق ہے کہ وہ ان کی حیات کی تکمیل اور ان کی نشو نما کی ترقی کے وہ تمام ذرائع مہیا کریں جو ان کی قوت اور استطاعت میں ہو۔ ایک بچے کو معاشرے میں رہتے ہوئے مختلف ضروریاتِ زندگی درپیش ہوتی ہے۔ بچوں کے حقوق کی تقسیم کی جائے تو ان میں سے کچھ حقوق کا تعلق بچوں کی ذات سے ہوتا ہے، کچھ کا تعلق معاشرے سے ہوتا ہے۔ کچھ حقوق بچوں کو قانونی حوالے سے حاصل ہوتے ہیں اور تو اس لحاظ سے بچوں کے حقوق کی مختلف جہتیں ہوتی ہیں۔ اس اعتبار سے بچوں کے حقوق کو مندرجہ ذیل اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

بچوں کے انفرادی (ذاتی) وبنیادی حقوق

اسلام اس دنیا میں آنے والے بچوں کے جو حقوق متعین کرتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. زندہ رہنے کا حق

انسانی جان کو نقصان پہنچانے والے کی قرآن کریم میں سخت مذمت کی گئی ہے جس طرح

ایک بڑے انسان کی جان قیمتی ہے اسی طرح ایک بچے کی جان بھی اتنی ہی قیمتی ہے۔ اسلام نے بچوں کی جان کی حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا ہے۔

اولاد کی ممانعت

انسان نے اپنی پوری تاریخ میں جن بھیانک جرائم کا ارتکاب کیا ہے ان میں قتل اولاد بھی ایک ہے۔ اسلام سے پہلے عرب کے بعض قبائل میں اس کا رواج تھا۔ اسلام نے اُن کے اس مذموم فعل کی مذمت ان الفاظ میں کی ہے۔ اور ان کو ایسا کرنے سے منع کیا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا[8]

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا (کیوں کہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔"

زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کا وجود سراسر باعث ننگ و عار تھا۔ وہ معاشی لحاظ سے بھی بوجھ تھیں اور ان کی حفاظت و دفاع بھی کرنا پڑتا تھا اسی لیے ان کے قتل کا رواج زیادہ تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے اس مذموم حرکت کے حرام و ممنوع ہونے کا اعلان فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ[9]

"کہ اللہ نے تم پر ماؤوں کی نافرمانی اور حقداروں کو حق نہ دینا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کیا ہے۔"

بچے کی جان کی خاطر حدود اللہ جاری کرنے میں تاخیر

اسلام نے ایک بچے کی جان کو کتنا قیمتی جانا ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بچے کی خاطر حدود اللہ جاری کرنے میں کئی سال کی تاخیر فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ غامد کی ایک خاتون حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول میں نے بدکاری کی ہے پس آپ ﷺ مجھے پاک کردیں آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا جب اگلی صبح ہوئی تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ مجھے

کیوں واپس کرتے ہیں شاید کہ آپ مجھے اسی طرح واپس کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے ماعز کو واپس کیا اللہ کی قسم میں تو البتہ حاملہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا اگر تو واپس نہیں جانا چاہتی تو جا یہاں تک کہ بچہ جنے۔ جب اس نے بچہ جن لیا تو بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کیا: میں نے بچہ جن لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جا اور اسے دودھ پلا یہاں تک کہ یہ کھانے کے قابل ہو جائے یعنی دودھ چھڑا دے، جب اس نے اس کا دودھ چھڑایا تو وہ بچہ لے کر اس حال میں آئی کہ بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی میں نے اس کو دودھ سے چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھاتا ہے آپ ﷺ نے وہ بچہ مسلمانوں میں سے ایک انصاری کے سپرد کیا پھر حکم دیا تو اس کے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے سنگسار کر دیا[10]۔"

بچے کی جان بچانے کے لئے مردہ عورت کے پیٹ کو چاک کرنا

وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اور دنیا میں نہیں آیا اس کی جان کی حفاظت بھی اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہے۔ اگر حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں موجود بچے کے زندہ ہونے کا غالب گمان ہو تو ایسی صورت میں ماں کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکالنا ضروری ہے تا کہ بلاوجہ بچے کی جان ضائع نہ ہو۔ امام نووی ؒ اس حوالے سے بیان کرتے ہیں:

ولو ماتت امرأة في جوفها جنين حي قال أصحابنا إن كان يرجى حياته شق جوفها واخرج ثم دفنت[11]

"اگر کوئی عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کے بارے میں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر اس بچے کی زندگی کی امید ہو تو اس عورت کا پیٹ پھاڑا جائے گا۔ پھر اس عورت کو دفن کر دیا جائے گا۔"

امام ابن حزم ظاہری ؒ "المحلّی" میں بیان کرتے ہیں:

وَلَوْ مَاتَتْ امْرَأَةٌ حَامِلٌ وَالْوَلَدُ حَيٌّ يَتَحَرَّكُ قَدْ تَجَاوَزَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَإِنَّهُ يُشَقُّ بَطْنُهَا طُولاً وَيُخْرَجُ الْوَلَدُلِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: "وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا"[12] وَمَنْ تَرَكَهُ عَمْدًا حَتَّى يَمُوتَ فَهُوَ قَاتِلُ نَفْسٍ[13]

"اور اگر کوئی حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو اور وہ حرکت کرتا ہو اور وہ چھ ماہ سے زائد کا ہو چکا ہو تو بچے کو نکالا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور

جس نے کسی جان کو زندہ کیا یعنی بچایا تو گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا" اور جس نے اس کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر جائے تو وہ شخص اس جان کو قتل کرنے والا ہے۔"

2. بچوں کے صحت مند رہنے کا حق

بچے کے انفرادی و بنیادی حقوق میں سے ایک حق صحت کا بھی ہے۔ اسلام بچے کی صحت کے لئے بہت سے اقدامات کی تلقین کرتا ہے۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

أ. سر کے بال منڈوانے کا حق

بچے کی پیدائش کے بعد اس کے سر کے بال مونڈوانا اس کا بنیادی حق ہے کیونکہ ماں کے پیٹ میں جو بال بچے کے سر پر اگتے ہیں وہ بچے کے لئے تکلیف دہ ہوتے ہیں سر کے بال مونڈنے سے بچے کی صحت پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کو مختلف بیماریوں اور جراثیموں سے نجات ملتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

عق رسول الله صلى الله عليه و سلم عن حسن وحسين يوم السابع وسمهما وأمر أن يماط عن رأسه الأذى[14]

"رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ان کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کیا اور ان کے نام رکھے اور اس بات کا حکم دیا کہ ان دونوں کے سر سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا جائے۔ (یعنی بال مونڈ دیئے جائیں)۔"

ب. عقیقہ کرنا

بچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اور صاحب حیثیت مسلمان کے لیے اس موقع پر جانور ذبح کرنا اسلامی سنت ہے اس کو عقیقہ کہا جاتا ہے۔ حدیث میں کہا گیا ہے کہ عقیقہ کی وجہ سے بچہ رہن ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

قَالَ كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى[15]

"ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلہ میں گروی رکھا ہوا ہے (لہذا) اس کی طرف سے ساتویں دن قربانی کی جائے اس کا سر مونڈا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔"

ت۔ بچوں کو دو سال تک دودھ پلانے کا حق

بچہ جب نومولود ہوتا ہے تو اس کی صحت کے لئے سب سے مفید چیز اس کی ماں کا دودھ ہوتا ہے اسلام نے ہر بچے کو دو سال تک ماں کی طرف سے دودھ پلانے کا حق عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ[16]

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔"

فقہ حنفی اور حنبلی کے مطابق اگر ماں بچے کو دودھ نہ پلائے تو اللہ کے نزدیک گناہگار ہو گی لیکن اسے پلانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

جبکہ مالکیہ کے ہاں بچے کو دودھ پلانا واجب ہے ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے[17]۔

ث۔ صحت مند رہنے کے لئے ختنہ کرنے کا حق

ختنہ کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔ ہر پیدا ہونے والے بچہ کا یہ حق ہے کہ اس کا ختنہ کیا جائے۔ ختنہ کرنے سے بچے کو بے شمار طبعی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

"خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ[18]

"پانچ چیزیں فطری ہیں، ختنہ کرنا، زیر ناف بالوں کا مونڈنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھوں کا کتروانا۔"

ختنے کرنے سے بچے کو بہت سے طبعی و جسمانی فائدے حاصل ہوتے ہیں جن بچوں کے ختنے نہ کیے جائیں ان کی پیشاب والی نالی میں سوزش ہو جاتی ہے اور اس طرح بعض اوقات سوزش اور آتش جیسی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

3. حضانت (پرورش) کا حق

حق حضانت کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی کے مابین طلاق و مفارقت کی صورت میں بچوں کی

پرورش کا حق ماں کو دیا جائے یا باپ کو دیا جائے؟ فقہاء نے بالعموم یہ حق ماں کے لئے، بچہ کی سات سال عمر ہونے تک اور بچی کے بالغ ہونے کی عمر تک تسلیم کیا ہے[19]۔ حق حضانت کے باب میں اسلامی قانون یہ ہے کہ بچہ اگر ماں یا کسی بھی عورت کے پاس ہو، مالی کفالت کی ذمہ داری بہر حال اس کے باپ پر عائد ہو گی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے:

وَعَلَي الْمَوْلُوْدِ لَه رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[20]

"اور باپ پر دودھ پلانے والیوں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے۔"

حق حضانت کا فیصلہ ہر حال میں بچے کے مفاد اور مستقبل کے پیش نظر کیا جائے۔ خواہ وہ مفاد ماں کو دے کر پورا ہوتا ہو، یا باپ کو خواہ یہ اختیار خود بچے کو دیا جائے، اس لئے کہ شریعت میں تینوں طرح کے فیصلے ملتے ہیں۔

4. بچوں کی تعلیم کا حق

ہر بچے کا یہ بنیادی حق ہے کہ اس کی تعلیم کا خیال رکھا جائے۔ علم کا حاصل کرنا اسلام نے ہر مرد و عورت کے لئے ضروری قرار دیا ہے تعلیم و تعلم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ وہ یہ دعا کریں:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا[21]

" کہو اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔"

حضورؐ نے علم کو ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ[22]" علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

حضور ﷺ کا طریقہ تدریس اتنا خوبصورت تھا کہ سننے والا مزید سننے کی خواہش کرتا آپؐ خاص طور پر بچوں کو بڑے پیار سے سکھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظْ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظْ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلْ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ[23]

"اے بچے! میں چند تمہیں کلمات سکھاتا ہوں تم ان کو یاد کر لو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ تو اس سے اس کا بدلہ پائے گا۔ جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو اور جب تم مدد مانگو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو۔"

بچوں کی تعلیم کے حوالے سے امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"ہمیں چاہیے کہ بچوں کو بچپن میں ہی تعلیم سے آراستہ کریں کیونکہ بچپن میں تعلیم ایسا ہے جیسے پتھر پر کوئی نقش لگانا اور بچوں کی تربیت تمام معاملات میں سے اہم ہے۔ ایک بچے کا پاک دل ایسا عمدہ و سادہ اور ہر نقش و صورت سے خالی جوہر ہوتا ہے جو کہ ہر اس چیز کو قبول کرنے والا ہوتا ہے جو اس میں نقش کی جائے گی اور ہر اس چیز کی طرف مائل ہونے والا جس کی طرف اس کو مائل کیا جائے اگر اسے خیر کی عادت ڈالی جائے تو وہ سیکھ لیتا ہے اور اسی پر پروان چڑھتا ہے اور دنیا و آخرت میں خوش رہتا ہے اور اس کے ثواب میں اس کے والدین اور اس کا ہر استاد اور مربی شریک ہوتا ہے اگر اس کو شر کی عادت ڈالی جائے اور چوپایوں کی طرح اسے غافل بنا دیا جائے تو بد بختی اس کا مقدر ٹھہرے گی اور وہ ہلاکت میں پڑ جائے گا اور اپنے سرپرست اور نگہبان کی گردن کا پھندا بن جائے گا[24]۔"

5. بچوں کی تربیت کا حق

بچوں کی تربیت سب سے اہم ہے اس لئے کہ اگر بچے کی تربیت صحیح نہج پر ہو گئی تو بالغ ہو کر وہ معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد بن جائے گا۔ تربیت اس لئے بھی ضروری ہے کہ معاشرے میں بگاڑ کا سب سے بڑا سبب بھی تربیت کا فقدان ہوتا ہے۔ انبیائے کرام علیہ السلام نے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد صرف وعظ و نصیحت ہی نہیں کی بلکہ عملاً اپنی امت کی بے مثال تربیت بھی کی۔ حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو جو وعظ و نصیحت کی تھی، قرآن مجید نے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِه وَهُوَ يَعِظُه يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْم[25]

"اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔"

بچوں کے تمدنی و معاشرتی حقوق

بچوں کو معاشرے میں رہتے ہوئے بہت سے حقوق حاصل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

أ. دعا کا حق

بچوں کا والدین پر یہ حق ہے کہ ان کے لیے دعائیں کرے اور ان کو نیک بنانے کی کوشش کرے۔ قرآن پاک میں انبیاء علیہم السلام کی دعائیں مذکور ہیں جو وہ اپنے اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ سے کرتے تھے، ارشاد ہے:

دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ[26]

"زکریا علیہ السلام نے وہی اپنے رب سے دعا کی کہا اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ہجرت کر کے ملک شام چلے گئے تو وہاں جا کر اولاد کے لئے یوں دعا کی:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ[27] "اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کو اپنے اولاد کی دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہیے۔

ب. اچھے نام کا حق

ہر پیدا ہونے والے بچے کا یہ حق ہے کہ اس کا ایک خوبصورت نام رکھا جائے۔ جس کا معنی اچھا ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے بچوں کے اچھے اور خوبصورت نام رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

انكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم، فحسنوا أسماءكم[28]

"بے شک قیامت کے دِن تمہیں، تمہارے والدین کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ پس خوبصورت نام رکھا کرو۔"

اچھے ناموں کی وضاحت حضور اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں فرمادی:

تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ ، وَأَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ، وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ ، وَهَمَّامٌ ، وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ[29]

"انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھا کرو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرّحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام حارث وہمام ہیں اور ان میں سے بُرے نام حرب اور مرۃ ہیں۔"

بدنیتی، شقاوت، سختی، ظلم، تکبر ورعونت، نافرمانی، بے حیائی یا شرک والے نام ناپسندیدہ ہیں۔

ت. حقِ نسب

ہر پیدا ہونے والے بچے کا یہ حق ہے کہ اس کا نسب ہو تا کہ معاشرے میں اس نسب کی وجہ سے اس کی پہچان ہو۔ نسب کی اہمیت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ[30]

"تم ان کو ان کے باپ سے پکارا کرو یہی اللہ کے ہاں زیادہ عدل والی بات ہے۔"

حضور اکرمؐ نے بھی نسب کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے اور اس میں ملاوٹ کرنے والوں کے لئے بہت سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اور اس عمل کو آپؐ نے کفر قرار دیا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے :

لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ[31]

"اپنے باپ دادا سے اعراض نہ کرو اس لئے کہ اپنے باپ سے اعراض کرنا (اور غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا) کفر ہے۔"

نسب کی اہمیت والدین کے لئے بھی ہے، معاشرے کے لئے بھی اور بچے کے لئے بھی، بچے کے لئے نسب کی اہمیت اس لئے ہے کہ بچے کو والدین سے دیگر تمام حقوق نفقہ، رضاعت، حضانت اور وراثت وغیرہ تب حاصل ہوں گے جب اس سے پہلے اس کا نسب اس کے والدین کے ساتھ ثابت ہو گا۔ پس اس بچے کی پرورش اور اس کے مالی مفادات کے تحفظ کے لئے اور اس کو معاشرے میں عار سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا نسب اس کے والدین کی طرف منسوب ہو۔

ث. محبت وشفقت کا حق

بچے کا جس طرح یہ حق ہے کہ اسے کھلایا پلایا جائے اس کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا جائے۔ وہاں اس کا یہ حق بھی ہے کہ اس کے ساتھ محبت وشفقت کا سلوک کیا جائے۔ بچوں کے ساتھ کھیلنا، باتیں کرنا، ان کو اٹھانا اور خوش رکھنا ضروری ہے۔ حضور ﷺ بچوں سے بہت پیار اور

محبت و شفقت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ حالت نماز میں انہیں اٹھا لیتے تھے۔ حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں:

"ہم ظہر یا عصر کی نماز کے لئے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو نماز کے لئے بلا چکے تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کی نواسی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے کندھے پر سوار تھیں آپ ﷺ اپنی جائے نماز پر کھڑے ہوئے اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن امامہ آپ ﷺ کے کاندھے ہی پر رہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی جب آپ ﷺ نے رکوع میں جانا چاہا تو امامہ کو اتار کر نیچے بٹھا دیا اس کے بعد رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ جب سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے تو امامہ کو پھر سے اٹھا کر کاندھے پر بٹھا لیا اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے[32]۔"

بچوں سے محبت و شفقت کرنا ان کا بوسہ لینا اور پیار کرنا ان کا حق ہے آپ ﷺ بھی بچوں سے پیار کرتے ان کا بوسہ لیتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ اپنے نواسے حضرت حسن سے بوسہ لے رہے تھے تو اقرع بن حابس رضی نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی آج تک بوسہ نہیں لیا ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

انہ من لا یرحم لا یر حم[33] "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

ج. برابری کا حق

اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ والدین اپنے بچوں کے درمیان مساوات و برابری قائم کریں کسی ایک سے امتیازی سلوک نہ کریں آپ ﷺ نے اولاد کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات کا حکم دیا ہے نعمان بن بشیر رضی اللہ روایت کرتے ہیں:

"کہ اس کی ماں نے اس کے باپ سے اس کے مال میں سے کچھ مال مجھے ہبہ کرنے کا کہا۔ انہوں نے ایک سال تک التواء میں رکھا پھر اس کا ارادہ ہو گیا اس کی ماں نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو رسول ﷺ کو میرے بیٹے کے ہبہ پر گواہ نہ بنا لے۔ تو میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور ان دنوں میں لڑکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے

پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس کی ماں بنت رواحہ پسند کرتی ہے کہ میں آپ ﷺ کو اس کے بیٹے کے ہبہ پر گواہ بناؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تیری اولاد ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اسی طرح سب کو ہبہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو مجھے گواہ مت بنا کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا[34]۔"

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اولاد کے درمیان امتیازی سلوک کرنا بھی ظلم کے مفہوم میں آتا ہے اور حضور ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ عام طور پر معاشرے میں لڑکیوں پر لڑکوں کو ترجیح دی جاتی ہے اس لئے یہ خدشہ تھا کہ لوگ بیٹوں کو تحفے تحائف اور مال ودولت سے زیادہ نوازیں گے اس لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سو وابین اولادکم فی العطية فلو کنت مفضلاً احداالفضلت النساء[35]

"اپنی بچوں کے درمیان تحائف میں مساوات قائم کرو اور اگر ان میں کسی کو تحائف میں فضیلت دینا ہو تو بیٹیوں کو فضیلت دینا۔"

بچوں کے معاشی واقتصادی حقوق

اسلام نے بچوں کو جہاں اخلاقی، مذہبی، ذاتی اور معاشرتی حقوق عطا کئے ہیں وہاں بچوں کو معاشی واقتصادی حقوق بھی عطا کیے ہیں۔ اس حوالے سے بچوں کو مندرجہ ذیل حقوق عطا کیے گئے ہیں۔

وراثت کا حق

اسلام سے قبل عورتوں اور بچوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ عربوں کے ہاں وراثت لینے کے لئے یہ شرط ہوتی تھی کہ وہ قبیلے کا دفاع کر سکے اور جس میں یہ صلاحیت نہ ہوتی وہ وارث نہیں بن سکتا تھا۔ اسلام نے اپنی انقلابی تعلیمات کے ذریعے جہاں ہر گوشہ زندگی میں تبدیلی لائی وہاں میراث میں بھی تبدیلی کی۔ عورتوں اور بچوں کو بھی باقاعدہ وراثت میں حقدار ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا[36]

"نیز (وہ حکم) ان بچوں کے بارے میں ہے جو بے سہارا ہیں، اور (وہ تم کو حکم دیتا ہے) کہ تم انصاف کا معاملہ کرو یتیموں کیساتھ، اور جو بھی کوئی نیکی تم لوگ کروگے (وہ ضائع نہیں جائے گی کہ) بیشک اللہ اس کو پوری طرح جانتا ہے۔"

علامہ ابن کثیر اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

" اہل عرب زمانہ جاہلیت میں چھوٹے بچوں کو وراثت میں حقدار نہیں ٹھہراتے تھے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ یعنی ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے خواہ وہ مرد چھوٹا ہو یا بڑا، اور وراثت کے اصل مستحق تو بچہ اور عورت ہی ہے کیونکہ وہ دونوں کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے[37]۔"

نفقہ کا حق

بچے کا نفقہ اس کے باپ کے ذمہ ہوتا ہے اگر بچے کا اپنا مال ہو تو اس کے مال میں سے خرچ کیا جائے گا۔ احادیث مبارکہ سے بھی نفقہ کا وجوب والد کے ذمہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے:

"ہند بنت عتبہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے میرا شوہر اتنی رقم نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے اخراجات کے لیے کافی ہو، اس کے مال میں سے کچھ لینا میرے لیے جائز ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف[38] اس سے اتنا لے لیا کرو جو تیرے لیے اور تیرے بچے کے لیے کافی ہو۔ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچے کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے کیونکہ بچہ باپ کا جزء ہوتا ہے تو جس طرح انسان اپنے وجود پر خرچ کرتا اسی طرح اپنے جزء (بچے) پر خرچ کرنا بھی لازم ہے[39]۔"

وصیت قبول کرنے کا حق

بچے کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے حق میں کسی شخص کی طرف سے کی گئی وصیت کو قبول کرے البتہ اس معاملے میں احناف کا مؤقف یہ ہے کہ وصیت بچہ خود قبول کرے۔ کیونکہ اس میں اصلاً بچے کا فائدہ ہے اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں، ولی کو اس کا محافظ اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ بچے کو کوئی مالی نقصان نہ پہنچے اور وصیت قبول کرنے میں بچے کو نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے[40]۔

بچوں کے قانونی حقوق

اسلام نے بچوں کو بہت سے قانونی حقوق دیئے ہیں ان میں سے ایک اہم حق یہ ہے کی بچوں سے سزا و تعذیر میں خصوصی رعایت کا معاملہ کیا جاتا ہے اسلامی سزاؤں میں سے حدود و قصاص کے اجراء کی لیے عقل و بلوغ شرط ہیں اس لیے یہ بچوں پر جاری نہیں ہوتے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

> رفع القلم عن ثلاثة :عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يبلغ وعن المعتوه حتى يعقل[41]
>
> "تین شخص مرفوع القلم ہیں یعنی ان تین افراد کے اعمال نہیں لکھے جاتے کیونکہ ان کے کسی قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ مواخذہ سے بری ہیں ایک تو سویا ہوا شخص جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو دوسرا لڑکا جب تک وہ بالغ نہ ہو تیسرا بے عقل شخص جب تک کہ اس کی عقل درست نہ ہو جائے۔"

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب تک لڑکا بالغ نہ ہو جائے وہ مکلف نہیں اس لیے اس پر حدود جاری نہیں ہوں گی۔ نابالغ پر حد جاری نہ ہو گی لیکن تادیب کے طور پر تعذیر جاری ہو سکتی ہے کیونکہ تعذیر کے وجوب کے لیے صرف عقل شرط ہے اس لیے نابالغ پر تعذیر جاری ہو سکتی ہے اور اس کے فعل کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا اس لیے اسے جسمانی سزا تو نہیں دی جا سکتی مگر نقصان کے عوض اس پر تاوان لازم کیا جائے گا۔ جیسا کہ قتل خطا کی صورت میں دیت واجب ہوتی ہے حالانکہ اس شخص نے عمداً قتل کا ارتکاب نہیں کیا ہوتا۔ اسی طرح بچے پر شراب کی حد بھی جاری نہ ہو گی اس لیے کہ وجوب حد کے لیے عاقل اور بالغ ہونا شرط ہے البتہ شراب پلانے والا گناہ گار ہو گا۔ اگر کوئی نابالغ یا پاگل مرد اجنبی عورت سے مباشرت کرے تو اس پر حد واجب نہ ہو گی اس لیے کہ اس کے فعل پر حرام کی اصطلاح صادق نہیں آتی اور نہ ہی اس کی مباشرت زنا ہے[42]۔

خلاصۂ بحث

اسلام نے مرد، عورت، بوڑھے، بچے، والدین، اولاد ہر کسی کو الگ الگ حقوق عطا کیے ہیں اور اقوام متحدہ کے معاہدہ برائے حقوق اطفال میں بھی بچوں کے حقوق کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن

اسلام نے کئی صدیاں پہلے بچوں کو مکمل حقوق عطا فرمائے ہیں۔ ان میں سے بچوں کی چند بنیادی حقوق کی وضاحت ہو چکی جو درج ذیل ہیں۔

1. بچوں کے انفرادی (ذاتی) وبنیادی حقوق

اس ضمن میں اسلام نے بچوں کو زندہ رہنے کا حق، بچوں کے صحت مند رہنے کا حق، حق حضانت، بچوں کی تعلیم کا حق اور بچوں کی تربیت کا حق دیا ہیں۔

2. بچوں کے معاشرتی وتمدنی حقوق

اسلام نے بچوں کو معاشرے میں رہتے ہوئے بہت سے حقوق دیئے ہیں جن میں دعا کا حق، اچھے نام کا حق، حسب ونسب کا حق، شفقت ومحبت کا حق اور بچوں کے درمیان مساوات وبرابری کا حق شامل ہے۔

3. بچوں کے معاشی واقتصادی حقوق

اقتصادی ومعاشی حقوق میں اسلام نے بچوں کو وراثت کا حق، نان ونفقہ کا حق اور وصیت قبول کرنے کا حق دیا ہے۔

4. بچوں کے قانونی حقوق

اسی طرح اسلام نے بچوں کو بہت سے قانونی حقوق دیئے ہیں جن میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ بچوں پر حدود وقصاص جاری نہیں ہوتے ہیں۔

زیر نظر تحقیق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کے بنیادی حقوق کے بارے میں ہیں، جس کے نتیجے میں متعلقہ قانونی اداروں کے لئے ایک علمی مواد مہیا کرنا ہے تاکہ ان کے لئے آئین اور ملکی قوانین میں ضروری ترامیم اور اضافے کو تجویز کرنے میں آسانی ہو اور انہیں اقوام متحدہ کے معاہدہ برائے حقوق اطفال سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ اسلام بچوں کی حفاظت، پرورش، نگہداشت اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داری میں والدین، اہل خاندان، معاشرہ اور حکومت کو شریک کرتا ہے اور بالترتیب ان سب کو اس ذمہ داری کے اٹھانے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر اسلام کے زرین اصولوں پر عمل کیا جائے تو بچوں کی اخلاقی اور مادی ضروریات بھی آسانی سے پوری ہوں گی، ان کی صحت مند

نشوونما بھی ہوگی اور وہ خداترس اور بااخلاق انسان، مثالی شہری اور انسانیت کے بہترین خادم بن کر ابھریں گے۔

حواشی وحوالہ جات

1 *www.wikipedia.org/wiki/Children_rights dated:25،11،2015*

2 *www.wikipedia.org/wiki/Convention on Rights of the Children, dated:25,11,2015*

3 المرغینانی، برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر، الہدایۃ، کتاب الحجر، فصل فی حد البلوغ ۳: ۳۵۷، مکتبۃ الاسلامیہ، القاہرہ (س-ن)

4 لوئیس معلوف، المنجد: ۲۲۵، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۴ء

5 فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، قاموس المحیط ۲: ۱۱۶۲، دارالخیل، بیروت، لبنان، ۱۴۱۶ھ/ ۲۰۰۵ء

6 *Oxford Advanced learner's dictionary ,P:1011*

7 *Milton, "A Dictionary of Modern written Arabic", "Otto Harrasowetze, , Germany,1961,P:191,192*

8 سورۃ الانعام ۶: ۱۵۱

9 امام بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الادب، حدیث (۹۳۵)، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، ۱۹۸۹ء

10 امام مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علیٰ نفسہ بالزنی، حدیث (۱۹۳۹) داراحیاء التراث العربی، بیروت (س-ن)

11 نووی، ابوزکریا یحیٰ بن اشرف، روضہ الطالبین ۲: ۱۴۳، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء

12 سورۃ المائدہ ۵: ۳۲

13 علی بن احمد بن سعید بن حزم، المحلی ۵: ۱۶۶، مسئلہ (۶۰۷)، دارالآفاق الجدیدہ، بیروت، لبنان (س-ن)

14 ان حبان، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم، صحیح ابن حبان، کتاب الاطعمۃ، باب العقیقہ، حدیث (۵۳۱۱) مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء

15 سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب العقیقہ، حدیث (۲۸۳۸) دارالکتاب العربی، بیروت (س-ن)

16 سورۃ البقرہ ۲: ۲۳۳

17 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن ۲: ۱۷۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت (س-ن)

18 صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، حدیث(۵۵۵۰)

19 الہدایۃ، کتاب الطلاق، فصل حصانۃ الولد و من احق بہ ۳: ۴۳۴

20 سورۃ البقرہ ۲: ۲۳۳

21 سورۃ طہ ۲۰: ۱۱۴

22 سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث(۲۲۰)

23 سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ، حدیث(۲۱۶)

24 غزالی، ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین ۳: ۷۲، مطبعہ عثمانیہ، مصر، ۱۳۵۲ھ

25 سورۃ لقمان ۳۱: ۱۳

26 سورۃ آل عمران ۳: ۳۸

27 سورۃ الصافات ۳۷: ۱۰۰

28 صحیح ابن حبان ۱۳: ۱۳۵، حدیث(۵۸۱۸)

29 سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء، حدیث(۴۹۵۰)

30 سورۃ الاحزاب ۳۳: ۵

31 صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، حدیث(۶۳۸۶)

32 سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب العمل فی الصلوۃ، حدیث(۹۱۹)

33 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمۃ الصبیان والعصیال، حدیث(۲۳۱۸)

34 صحیح مسلم، کتاب الہبات، باب کراہیۃ تفضیل الاولاد فی الہبۃ، حدیث(۱۶۸۹)

35 ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ۴: ۱۵۳، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ

36 سورۃ النساء ۴: ۱۲۷

37 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (تفسیر القرآن العظیم) ۱: ۵۶۲، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ

38 صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب اذا لم ینفق الرجل، حدیث(۵۰۴۹)

39 بدائع الصنائع ۵: ۲۲۳

40 زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴: ۲۱

41 سنن الترمذی ۴: ۳۲، حدیث(۱۴۲۳)

42 بدائع الصنائع، کتاب الحدود ۷: ۱۰۲